https://farid.ps/articles/gaza_ceasefire_october_2025/ur.html

غزہ میں جنگ بندی، اکتوبر 2025

تقریباً دو سال بعد، ایمنسٹی انٹرنیشنل، ڈاکٹرز ود آؤٹ بارڈرز، انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف جینوسائیڈ اسکالرز، اور اقوام متحدہ کے تحقیقاتی پینل نے جسے واضح طور پر **نسل کشی** قرار دیا، وہ بالآخر ختم ہو گئی ہے - یا کم از کم عارضی طور پر رُک گئی ہے۔

جنگ بندی کے شرائط

6 اکتوبر 2025 کو اعلان کردہ جنگ بندی کو سفارتی حلقوں میں "نازک"، "غیر یقینی" اور "مشروط" قرار دیا گیا ہے۔ لیکن یہ وضاحتیں صرف سطح کو چھوتی ہیں۔ شرائط خود زمین پر طاقت کی تباہ کن عدم توازن، برداشت کیے گئے مصائب کی گہرائی، اور تقریباً دو سال تک بنیادی بین الاقوامی اصولوں کی منظم خلاف ورزی کی شدت کو ظاہر کرتی ہیں۔

یرغمالیوں کا تبادلہ

جنگ بندی کا سب سے نمایاں جزو قیدیوں اور حراست شدہ افراد کا تبادلہ ہے: **حماس اپنی تحویل میں باقی 20 اسرائیلی یرغمالیوں کو رہا کرے گا** - شہری اور فوجی جو اکتوبر 2023 کی شدت کے دوران یا اس کے بعد پکڑے گئے - اس کے بدلے میں اسرائیل کی طرف سے حراست میں رکھے گئے **1,950 فلسطینی قیدیوں کی رہائی** ہوگی۔ ان میں **250 قیدی** اور **1,700 افراد شامل ہیں جنہیں انتظامی حراست میں رکھا گیا ہے** - یعنی وہ لوگ جو بغیر کسی الزام، مقدمے یا سزا کے قید ہیں۔

انتظامی حراست، جسے بین الاقوامی قانونی مبصرین نے طویل عرصے سے مذمت کی ہے، اسرائیل کو فوجی قانون کے تحت فلسطینیوں کو غیر معینہ مدت کے لیے قید رکھنے کی اجازت دیتی ہے۔ رہائی پانے والوں میں سے بہت سے افراد **قانونی نمائندگی تک رسائی کے بغیر** حراست میں رکھے گئے ہیں، اکثر **خفیہ شواہد** کی بنیاد پر جو نہ تو قیدیوں اور نہ ہی ان کے وکلاء کو دکھائے گئے ہیں۔ دوسرے افراد کو **اسرائیلی فوجی عدالتوں** میں سزا دی گئی، جو تقریباً 100 فیصد سزا کی شرح کے ساتھ کام کرتی ہیں اور بین الاقوامی قانون کے مطابق کم از کم مناسب عمل کے معیارات کی خلاف ورزی کرنے پر تنقید کا نشانہ بنتی ہیں۔

شاید سب سے دل دہلا دینے والی بات ان حالات کی ہے جن میں ان افراد کو رکھا گیا۔ جنگ کے دوران، خاص طور پر گزشتہ سال کے دوران، متعدد انسانی حقوق کی تنظیموں سے معتبر رپورٹس سامنے آئی ہیں جو اسرائیلی جیلوں اور حراستی مراکز میں **فلسطینی**

قیدیوں کے ساتھ غیر انسانی، ذلت آمیز اور اکثر پر تشدد سلوک کو دستاویزی شکل دیتی ہیں۔ ان میں بھوک، طبی دیکھ بھال سے انکار، مارپیٹ، جنسی ذلت، طویل تناؤ کے حالات اور بعض صورتوں میں ریپ شامل ہیں۔ کئی قیدی مشکوک حالات میں حراست کے دوران فوت ہو گئے۔ ان الزامات کی کوئی آزادانہ تحقیقات اسرائیلی حکام نے نہیں کیں۔

یہ تبادلہ، اگرچہ جزوی ہے، ایک سفارتی اشارے سے زیادہ ہے۔ یہ قبضے کے میکانزم، فلسطینی وجود کی منظم مجرمانہ حیثیت، اور بغیر حقوق کے غیر معینہ حراست کی عمومیت کا ایک دریچہ ہے۔

انسانی امداد: 600 ٹرک فی دن

جنگ بندی کے شرائط کے تحت، اسرائیل نے غزہ میں روزانہ 600 انسانی امدادی ٹرکوں کے داخلے کی اجازت دینے پر اتفاق کیا ہے- یہ تعداد 2023 کے جنگ سے پہلے کے سطح سے اب بھی بہت کم ہے، لیکن حالیہ مہینوں میں اجازت دی گئی مقدار سے کہیں زیادہ ہے۔ جنگ بندی سے پہلے، کچھ دنوں میں 20 سے بھی کم ٹرک داخل ہوئے، باوجود اس کے کہ بھوک کے حالات اور بیماریاں وسیع پیمانے پر پھیلی ہوئی تھیں۔

یہ عہد کاغذ پر ترقی کی طرح لگ سکتا ہے۔ لیکن یہ ایک خاموش اعتراف جرم بھی ہے۔ تقریباً دو سال تک اسرائیل نے غزہ کے لیے امداد کو منظم طور پر روکا - خوراک، پانی، ادویات، ایندھن، اور تعمیر نو کے مواد- باوجود اس کے کہ انسانی حالت تباہ کن تھی۔ اس روک تھام نے عام بین الاقوامی انسانی قانون کی خلاف ورزی کی، خاص طور پر قاعدہ 55، جو ضرورت مند شہریوں کے لیے انسانی امداد کے آزادانہ گزرنے کا حکم دیتا ہے۔ اس نے چوتھے جنیوا کنونشن کے آرٹیکل 55 اور 59 کی بھی خلاف ورزی کی، جو قابض طاقتوں سے تقاضا کرتے ہیں کہ وہ شہری آبادی کی بقا کو یقینی بنائیں اور جب وہ بنیادی ضروریات فراہم کرنے کے قابل نہ ہوں یا نہ چاہیں تو امدادی کوششوں کی اجازت دیں۔

مزید برآں، 2024 میں عالمی عدالت انصاف نے عبوری اقدامات جاری کیے، جنہوں نے اسرائیل کو نسل کشی کے اعمال کو روکنے اور انسانی امداد کے آزادانہ بہاؤ کی اجازت دینے کا حکم دیا۔ ان اقدامات کو نظر انداز کیا گیا۔

اب، دباؤ کے تحت، اسرائیل کا امدادی شرائط کو قبول کرنا سخاوت کی نمائندگی نہیں کرتا - یہ تاخیر سے عمل درآمد کی نمائندگی کرتا ہے ان ذمہ داریوں کا جو اس نے غیر قانونی طور پر نظر انداز کیں۔ اور یہاں تک کہ ٹرکوں کی تعداد میں اضافے کے باوجود، بغیر کسی رکاوٹ کے رسائی، امدادی کارکنوں کی حفاظت، یا اس علاقے میں منصفانہ تقسیم کی کوئی ضمانت نہیں ہے جہاں 80 فیصد سے زیادہ آبادی بے گھر ہے، بہت سے بغیر پناہ گاہ یا صفائی کے رہ رہے ہیں۔

فوجی دوبارہ تعیناتی: غزہ 53 فیصد کم ہو گئی

جنگ بندی کے معاہدے کا تیسرا ستون اسرائیلی فوجی افواج کی دوبارہ تعیناتی سے متعلق ہے۔ اسرائیلی دفاعی افواج (IDF) ایک نام نہاد "پیلا لائن" تک واپس ہٹیں گی، ایک عارضی سرحد جو غزہ کے 53 فیصد کو مسلسل براہ راست اسرائیلی فوجی قبضے کے تحت چھوڑ دیتی ہے۔ یہ مؤثر طور پر غزہ کے فعال، قابل رہائش علاقے کو اس کے اصل رقبے کے 47 فیصد تک کم کر دیتی ہے - اس کے بڑے پیمانے پر نتائج ہیں۔

یہ اقدام اس بات کو باضابطہ بناتا ہے جس کی بہت سے مبصرین نے پہلے ہی تنبیہ کی تھی: یہ جنگ نہ صرف سزا دینے والی تھی بلکہ علاقائی بھی تھی۔ اسرائیل کے دوبارہ قبضے کے سرکاری انکار کے باوجود، جنگ بندی کا نقشہ ایک مختلف کہانی سناتا ہے۔ جو اسرائیلی کنٹرول میں رہتا ہے اس میں اہم سڑکوں کے راہداریاں، پانی اور توانائی کا اسٹریٹجک ڈھانچہ، زرعی زمین، اور غزہ کا شمالی علاقہ شامل ہے - جو اب رہائش کے قابل نہیں ہے۔

بنیادی طور پر، غزہ تقسیم ہو گئی ہے، نہ صرف ملبے اور نقل مکانی کے ذریعے، بلکہ فوجی تقسیم کے ذریعے۔ ایک ملین سے زیادہ لوگ اب جنوبی غزہ کی ایک تنگ پٹی میں گھسے ہوئے ہیں، کئی بار بے گھر ہو چکے ہیں، ان گھروں سے کٹے ہوئے ہیں جن میں وہ شاید کبھی واپس نہ جا سکیں۔ جنگ بندی اس طرح قبضے کو پلٹتی نہیں - یہ اسے مضبوط کرتی ہے۔

راکھ پر تعمیر کردہ جنگ بندی

یہ شرائط ہیں۔ ظالمانہ، غیر متوازن، اور نہ تو باہمی معاہدے سے پیدا ہوئیں بلکہ مایوسی، دباؤ، اور عالمی مذمت سے۔

ان شرائط میں کوئی انصاف شامل نہیں ہے - صرف بقا۔ ابھی تک کوئی جوابدہی نہیں ہے - صرف ایک وقفہ۔ اور "جنگ بندی" کا لفظ خود ان حالات کو چھپاتا ہے جن میں یہ معاہدہ ہوا: تباہ شدہ علاقے کا ملبہ، نشانہ بنائی گئی آبادی کا صدمہ، اور قانونی اصولوں اور انسانی وقار کا منظم خاتمہ۔

آگے کیا ہوگا - سیاسی، قانونی، اور اخلاقی طور پر - اس بات پر منحصر ہے کہ آیا دنیا اس جنگ بندی کو اختتام سمجھتی ہے یا آغاز۔

تشویشناک تاریخ

ہر جنگ بندی میں امید ہوتی ہے۔ امید کہ ہتھیار خاموش رہیں گے، کہ شہری بالآخر گھر واپس جا سکیں گے، کہ بچے ملبے کے نیچے جاگنے کے خوف کے بغیر سو سکیں گے۔ لیکن تاریخ – خاص طور پر اسرائیل کی جنگ بندیوں کی تاریخ – اس امید کو حقیقت پسندی کے ساتھ محدود کرتی ہے۔

اسرائیل کا ایک اچھی طرح سے دستاویزی نمونہ ہے کہ وہ **جنگ بندیوں کو توڑتا یا کمزور کرتا ہے**۔ کبھی کبھار چند گھنٹوں کے اندر، اکثر حساب شدہ فوجی کارروائیوں کے ذریعے جو "احتیاطی" یا "دفاعی" کے طور پر پیش کی جاتی ہیں۔ اگرچہ جنگ بندی کی خلاف ورزیاں تنازعہ کی ایک طرف تک محدود نہیں ہیں، لیکن ریکارڈ واضح ہے: **اسرائیل نے بار بار ان معاہدوں کی خلاف ورزی کی ہے جن پر اس نے دستخط کیے یا جن کی ثالثی میں مدد کی**، خاص طور پر جب فوجی یا سیاسی مصلحت نے اس کا تقاضا کیا۔

نوڑی گئی جنگ بندیوں کی ٹائم لائن

سال	فریقین / ثالث	اہم شرائط	خاتمہ یا خلاف ورزی
1949	عرب-اسرائیل جنگ بندی (اقوام متحدہ)	دشمنی کا خاتمہ؛ غیر فوجی زون	شام کے غیر فوجی زون میں اسرائیلی حملوں نے تنازعہ دوبارہ شروع کیا۔
1982	امریکہ کی ثالثی سے لبنان جنگ بندی	پی ایل او کی واپسی؛ شہریوں کے لیے ضمانتیں	**صبرا اور شتیلا قتل عام** (2,000–3,500 ہلاک) اسرائیل کے فالانجسٹوں کو داخلے کی اجازت دینے کے بعد۔
2008	مصر کی ثالثی سے حماس-اسرائیل جنگ بندی	باہمی سکون؛ ناکہ بندی میں نرمی	**4 نومبر 2008 کو توڑا گیا** غزہ میں سرنگ پر آئی ڈی ایف کے حملے سے؛ تنازعہ فوراً بڑھ گیا۔
2012	مصر کی ثالثی سے جنگ بندی (دفاعی ستون)	حملوں کا خاتمہ؛ محاصرے میں نرمی	ناکہ بندی جاری رہی؛ چند ماہ کے اندر وقفے وقفے سے خلاف ورزیاں دوبارہ شروع ہوئیں۔
2014	غزہ جنگ کے دوران انسانی جنگ بندی	روزانہ جنگ بندی	چند گھنٹوں میں ختم ہوئی؛ دونوں طرف سے حملے دوبارہ شروع ہوئے۔
2021	"دیواروں کا محافظ" کے بعد جنگ بندی	مصر / امریکہ کی ثالثی	چند ہفتوں بعد اسرائیلی فضائی حملے دوبارہ شروع ہوئے۔

سال	فریقین / ثالث	اہم شرائط	خاتمہ یا خلاف ورزی
نومبر 2023	غزہ میں عارضی جنگ بندی	یرغمالیوں اور قیدیوں کا تبادلہ	یکم دسمبر 2023 کو ختم ہوئی؛ اگلے دن بمباری دوبارہ شروع ہوئی۔
نومبر 2024	اسرائیل-حزب اللہ جنگ بندی	امریکہ کی ثالثی سے 13 نکاتی معاہدہ	جنوبی لبنان میں اسرائیلی فضائی حملے 2025 تک جاری رہے۔
2025 کے وسط میں	اسرائیل-شام ڈی ایسکلیشن	جنوبی شام میں مقامی جنگ بندی	جنگ بندی کے باوجود دمشق اور سویڈا میں اسرائیلی حملے جاری رہے۔
اکتوبر 2025	موجودہ غزہ جنگ بندی	امریکہ کا تین مرحلہ جاتی فریم ورک	عمل درآمد غیر یقینی؛ غزہ کے بڑے حصے اب بھی مقبوضہ ہیں اور امداد محدود ہے۔

خلاف ورزیوں کے نمونے

تقریباً ہر صورت میں، جنگ بندی کا خاتمہ ایک جواز کی داستان کے ساتھ ہوتا ہے: خطرہ ختم کیا گیا، سرنگ تباہ کی گئی، راکٹ روکا گیا۔ یہ جواز شاذ و نادر ہی تفصیلی جانچ پڑتال کا مقابلہ کرتے ہیں اور اکثر اسٹریجک طور پر وقت پر نظر آتے ہیں تاکہ وہ ملکی سیاسی تبدیلیوں یا بین الاقوامی واقعات کے ساتھ ہم آہنگ ہوں۔ مثال کے طور پر، نومبر 2008 کی جنگ بندی امریکی انتخابات کے ختم ہوتے ہی اسرائیلی حملے سے ٹوٹ گئی - شاید امریکی خارجہ پالیسی میں متوقع تبدیلیوں کی توقع میں۔ 2023 کی جنگ بندی اس وقت ختم ہوئی جب اس کی قلیل مدتی افادیت ختم ہو گئی۔

یہاں تک کہ ان معاہدوں میں جو واضح طور پر انسانی تحفظ پر مرکوز تھے - جیسے 2014 اور 2021 کی جنگ بندیاں - اسرائیلی آپریشنز شہری آبادی کے تحفظ اور آرام کے حق پر کم توجہ کے ساتھ دوبارہ شروع ہوئے۔

2025 کی جنگ بندی، اگرچہ اسے زیادہ جامع قرار دیا گیا ہے، پہلے ہی ساختی کمزوریوں کے آثار دکھاتی ہے۔ امداد اب بھی محدود ہے، غزہ کے اندر نقل و حرکت پر سخت کنٹرول ہے، اور آئی ڈی ایف کی زمینی افواج بڑے علاقوں سے مکمل طور پر پیچھے نہیں ہٹی ہیں۔ اسرائیلی رہنما عوامی طور پر اس جنگ بندی کو "عارضی وقفہ" کہتے ہیں، نہ کہ امن کی طرف ایک قدم - یہ زبان اس انتظام کی عارضی اور قابل تلف نوعیت کو دھوکہ دیتی ہے۔

بین الاقوامی قانون، انتخابی عمل درآمد

اسرائیل کی جنگ بندیوں کو تقریباً مکمل استثنیٰ کے ساتھ توڑنے کی صلاحیت بین الاقوامی برادری کی طرف سے **معنی خیز جوابدہی کی کمی** سے ممکن ہوئی ہے۔ اگرچہ جنگ بندی کے معاہدے اکثر بین الاقوامی قانون میں جڑے ہوئے زبان کے ساتھ مذاکرات کیے جاتے ہیں، لیکن ان کا نفاذ نایاب ہے۔ اقوام متحدہ کی مذمت ویٹو کی جاتی ہے۔ آئی سی سی کی تحقیقات میں تاخیر یا روک دی جاتی ہیں۔ اور اثر و رسوخ والے مغربی ممالک - خاص طور پر ریاستہائے متحدہ - نے تاریخی طور پر اسرائیل کو نتائج سے بچایا ہے۔

یہ نمونہ نہ صرف فلسطینیوں کے جنگ بندیوں پر اعتماد کو کمزور کرتا ہے بلکہ خود بین الاقوامی قانون کی ساکھ کو بھی نقصان پہنچاتا ہے۔ جب خلاف ورزیاں معمول بن جاتی ہیں اور سزا سے بچ جاتی ہیں، تو جنگ بندیاں امن سے کم اور **اسٹریٹجک دوبارہ ترتیب** سے زیادہ ہو جاتی ہیں - اگلی جارحیت سے پہلے عارضی ری سیٹ۔

صبرا اور شتیلا کی گونج

اکتوبر 2025 کی جنگ بندی کے شرائط جامع ہونے سے بہت دور ہیں۔ اگرچہ وہ فوری مسائل کو حل کرتے ہیں - جیسے کہ یرغمالیوں کا تبادلہ، محدود انسانی رسائی، اور جزوی فوجی دوبارہ تعیناتی - وہ پریشان کن خلا بھی چھوڑتے ہیں۔ سب سے زیادہ پریشان کن **حل طلب مطالبہ** ہے کہ حماس کے جنگجوؤں کو **ہتھیار ڈالنے یا غزہ چھوڑنے** ہوں گے آئندہ مذاکراتی مراحل میں۔

کاغذ پر، یہ "غیر فوجی بنانے" کی طرف ایک قدم لگ سکتا ہے۔ لیکن عملی طور پر، اس میں ایک خوفناک تاریخی بوجھ ہے - جو **بیک، 1982** کے ساتھ گونجتا ہے۔

اس سال کے موسم گرما میں، اسرائیل کے لبنان پر حملے کے دوران، اسرائیل اور فلسطین لبریشن آرگنائزیشن (PLO) کے درمیان **امریکہ کی ثالثی سے جنگ بندی** طے پائی۔ بنیادی وعدہ یہ تھا کہ **پی ایل او کے جنگجو مغربی بیک چھوڑ دیں گے**، اور اس کے بدلے **فلسطینی پناہ گزین کیمپوں میں شہریوں کی حفاظت کی ضمانت دی جائے گی**۔ امریکی ضمانتوں کے تحت، بین الاقوامی افواج پی ایل او کے انخلاء کی نگرانی کے لیے پہنچیں۔ لیکن ستمبر تک، یہ افواج - قبل از وقت اور اپنے مینڈیٹ کو مکمل کیے بغیر - چلی گئیں۔

جو کچھ اس کے بعد ہوا وہ جدید مشرق وسطیٰ کی تاریخ کا ایک سیاہ دھبہ رہا۔

ستمبر 1982 میں، **اسرائیلی فوج نے مغربی بیک میں صبرا اور شتیلا پناہ گزین کیمپوں کو گھیر لیا**۔ پھر، **تین دن تک**، اسرائیلی کمانڈرز نے **لبنانی عیسائی فالانجسٹ ملیشیا کو کیمپوں میں داخل ہونے کی اجازت دی**۔ ملیشیا، فرقہ وارانہ انتقام سے چلتی اور استثنیٰ سے بے باک، نے **2,000 سے 3,500 فلسطینی اور لبنانی شہریوں کو قتل عام کیا** - جن میں سے زیادہ تر خواتین، بچے، اور بوڑھے تھے۔ دنیا نے ہولناکی کے ساتھ دیکھا جب لاشیں ڈھیر ہوئیں۔

اسرائیل کا اپنا **کاہن کمیشن**، جو 1983 میں عوامی دباؤ کے تحت بلایا گیا، نے نتیجہ اخذ کیا کہ **اسرائیلی دفاعی افواج قتل عام کے لیے بالواسطہ طور پر ذمہ دار تھیں**۔ اس وقت کے وزیر دفاع ایریل شیرون کو خونریزی کو روکنے میں ناکامی کے لیے "ذاتی ذمہ داری" کا حامل پایا گیا۔ انہوں نے اپنے عہدے سے استعفیٰ دیا لیکن اسرائیلی سیاست میں ایک طاقتور شخصیت رہے۔ **اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی** نے اس سے آگے بڑھ کر، قتل عام کو **نسل کشی کا عمل** قرار دیا - ایک اصطلاح جو دہائیوں تک گونجتی رہی۔

صبرا اور شتیلا کا سایہ آج غزہ پر منڈلاتا ہے۔ **موجودہ جنگ بندی کا غیر واضح اشارہ** - کہ جنگجوؤں کو شہریوں کی حفاظت کے بدلے جانا چاہیے - **1982 کے جھوٹے وعدوں کی عکاسی کرتا ہے**۔ اس وقت بھی اور اب بھی، مسلح مزاحمت کا انخلاء امن کی راہ کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ لیکن تاریخ نے دکھایا ہے کہ **جب مزاحمت چلی جاتی ہے اور بین الاقوامی مبصرین نکل جاتے ہیں، پیچھے رہ جانے والے سب سے زیادہ تکلیف اٹھاتے ہیں**۔

خطرہ نظریاتی نہیں ہے۔ شمالی غزہ میں، جو تقریباً شہریوں سے خالی اور "محفوظ زون" قرار دیا گیا ہے، وہاں پہلے ہی اجتماعی قبریں دریافت ہو چکی ہیں۔ امدادی کارکنوں اور صحافیوں نے **عملداری کی طرز کے قتل، تشدد کے آثار**، اور بعض صورتوں میں **پوری خاندانوں کے ملبے تلے دبے ہونے** کے آثار دستاویزی شکل دیے ہیں جہاں کبھی بھی بچاؤ کی اجازت نہیں دی گئی۔ یہ تنہا واقعات نہیں ہیں - یہ ممکنہ پیش خیمہ ہیں۔

اگر جنگ بندی کے آئندہ مراحل میں حماس کا انخلاء یا ہتھیار ڈالنا شامل ہو بغیر مضبوط بین الاقوامی تحفظ کے، تو تاریخ ہمیں بالکل خبردار کرتی ہے کہ آگے کیا ہو سکتا ہے۔

صبرا اور شتیلا کا قتل عام صرف ایک دور کی سانحہ نہیں ہے۔ یہ ایک نمونہ ہے - اس بات کا خاکہ کہ جب فوجی افواج اقتدار کی خالی جگہ کا استحصال کرتی ہیں، جب شہری بغیر تحفظ کے رہ جاتے ہیں، اور جب دنیا "مشن مکمل" کہنے کے بعد پیٹھ پھیر لیتی ہے۔

1982 کے بیک کے گونج اب 2025 کے غزہ میں سنائی دیتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا کوئی واقعی سن رہا ہے – اور کیا اس بار نتیجہ روکا جا سکتا ہے۔

اسرائیلی میڈیا میں تضاد

جبکہ بین الاقوامی سرخیاں اکتوبر 2025 کی جنگ بندی کو ایک طویل انتظار شدہ پیش رفت کے طور پر سراہ رہی تھیں، **اسرائیل میں ایک بالکل مختلف داستان نے قبضہ کیا** – خاص طور پر عبرانی زبان کے میڈیا میں۔ جبکہ غیر ملکی نامہ نگاروں نے سفارت کاری، ڈی ایسکلیشن، اور انسانی کھلنے کی بات کی، زیادہ تر اسرائیلی میڈیا نے **"جنگ بندی" کے لفظ سے مکمل طور پر گریز کیا**۔

اس کے بجائے، غالب فریم ورک زیادہ تنگ، زیادہ لین دین کا تھا: **یرغمالیوں کے تبادلے کا معاہدہ**، سیاسی یا فوجی ڈی ایسکلیشن نہیں۔ یہ فرق صرف لفظی نہیں ہے۔ یہ اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ جنگ کو اسرائیل کی سرحدوں سے باہر کیسے دیکھا جاتا ہے اور اسے اندر کیسے بنایا، دفاع کیا، اور شاید طول دیا جاتا ہے، اس کے درمیان گہرا نظریاتی اور اسٹریٹجک تضاد ہے۔

ادراک کا انتظام: جنگ بندی بمقابلہ ہتھیار ڈالنا

اسرائیل کے اندر "جنگ بندی" کا اعلان کرنا **فعال فوجی آپریشنز کے خاتمے**، بمباری میں وقفہ، اور ممکنہ طور پر – کچھ کے لیے ناقابل تصور – **حماس کے سامنے رعایت** کا مطلب ہوگا۔ دو سال سے زیادہ عرصے سے، اسرائیلی حکومت، فوج، اور میڈیا ایکو سسٹم نے عوام کو بتایا ہے کہ غزہ میں **مکمل فتح** واحد قابل قبول نتیجہ ہے۔ اعلان کردہ اہداف **حماس کی مکمل تباہی، غزہ کی مستقل غیر فوجی بنائی**، اور کئی وزراء کے الفاظ میں، غزہ کی آبادی کا **"خود خواہش منتقلی" یا "خاتمہ"** تھے۔

اب جنگ بندی کو تسلیم کرنا اس داستان سے متصادم ہوگا۔ یہ عوام کو اس حقیقت کا سامنا کرنے پر مجبور کرے گا کہ **جنگ مکمل فتح کے ساتھ ختم نہیں ہوئی** – کہ باوجود زبردست فوجی طاقت کے **حماس جزوی طور پر برقرار ہے، غزہ جزوی طور پر اب بھی کھڑا ہے**، اور سب سے اہم، **فلسطینی اب بھی موجود ہیں**۔

معاہدے کو صرف **یرغمالیوں کا تبادلہ** کے طور پر پیش کرکے، اسرائیلی حکام اور میڈیا اسٹریٹجک طاقت کی پوزیشن کو برقرار رکھتے ہیں۔ یہ انہیں عوام سے یہ کہنے کی اجازت دیتا ہے کہ **یہ امن نہیں، کوئی سمجھوتہ نہیں – صرف ایک حکمت عملی حرکت** ہے تاکہ اسرائیلی قیدیوں کو گھر لایا جا سکے۔

پچھلی بیان بازی سے تضادات

یہ بیاناتی تضاد خاص طور پر نمایاں ہے جب اس کا موازنہ جنگ کے دوران نمایاں اسرائیلی شخصیات کے بیانات سے کیا جاتا ہے۔ متعدد حکومتی وزراء، اتحادی اراکین، اور اثر و رسوخ رکھنے والے تبصرہ نگاروں نے کھلے عام **غزہ کی نسلی صفائی** کا مطالبہ کیا۔ کنیسٹ میں تقریروں، سوشل میڈیا پوسٹس، اور رائے کے مضامین میں، غزہ کا مستقبل تعمیر نو کے لحاظ سے نہیں بلکہ **دوبارہ ترقی** کے طور پر بیان کیا گیا - "**اعلیٰ درجے کی ساحلی جائیداد**" کے طور پر جو آبادی کے ہٹائے جانے کے بعد اسرائیلی بستیوں کے لیے تیار ہے۔

لچھ نے کھلے عام "غزہ بغیر غزہ کے لوگوں" کا خواب دیکھا، ایک ایسی منصوبہ بندی جو بڑے پیمانے پر نقل مکانی، مستقل قبضہ، اور ساحلی انکلیو سے فلسطینی زندگی اور تاریخ کو مٹانے کا باعث بنے گی۔ یہ معمولی آوازیں نہیں تھیں۔ یہ حکمراں اتحاد کے اندر سے آئیں، ٹیلی ویژن پینلز میں گونجیں، اور اکثر مرکزی دھارے کے گفتگو میں بغیر چیلنج کے رہ گئیں۔

اب "جنگ بندی" یا "مذاکرات" کی بات کرنا ان زیادہ سے زیادہ نظریات سے **عوامی طور پر پیچھے ہٹنا** ہوگا - یہ تسلیم کرنا کہ سیاسی حقیقت کی طرف واپسی ناگزیر ہو سکتی ہے۔ یہ ایک ایسا قدم ہے جس کے لیے چند رہنما تیار ہیں۔

کیا یہ ایک اسٹریٹجک وقفہ ہے - یا پالیسی کی تبدیلی؟

اس طرح، مرکزی سوال یہ ہے کہ کیا جنگ بندی **حقیقی کورس کی تبدیلی** کی نشاندہی کرتی ہے، یا صرف ایک **عارضی وقفہ** - ایک حکمت عملی خاموشی جس کا مقصد یرغمالیوں کو واپس لانا اور فوجی آپریشنز دوبارہ شروع کرنے سے پہلے دوبارہ گروپ کرنا ہے۔

کئی اشارے دوسرے کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ عوامی بیانات میں، اسرائیل کے وزیر اعظم اور دفاعی عہدیداروں نے بار بار زور دیا ہے کہ جنگ بندی "**مشروط اور قابل واپسی**" ہے۔ زبان جنگجو رہتی ہے: "**اگر حماس معاہدے کی خلاف ورزی کرتا ہے تو ہم غزہ واپس جائیں گے**"، یا "**یہ مہم کا خاتمہ نہیں ہے**"۔ فوجی ترجمان شمالی غزہ کو "بند جنگی زون" کے طور پر بیان کرتے رہتے ہیں، اور آئی ڈی ایف کی فوج کی گردش انخلاء کے لیے مختص علاقوں میں فعال رہتی ہے۔

اسرائیلی عوامی دائرے میں، جنگ کے شہری نقصانات، قبضے کے قانونی مضمرات، یا غزہ کے طویل مدتی سیاسی مستقبل پر معنی خیز غور و فکر کی کمی اس بات کی تجویز دیتی ہے کہ یہ **ابھی جوابدہی کا لمحہ نہیں ہے** - بلکہ دوبارہ ترتیب کا۔

دو حقیقتیں، ایک جنگ

بین الاقوامی فورمز پر، جنگ بندی کو امن کی طرف ایک ضروری قدم، بے مثال تباہی کے بعد ایک ممکنہ موڑ کے طور پر سراہا جا رہا ہے۔ لیکن اسرائیل کے اندر، داستان ایک پچھلے مرحلے میں منجمد ہے: **جنگ ایک ضرورت کے طور پر، فلسطینی ایک خطرہ کے طور پر، اور امن ہتھیار ڈالنے کے طور پر۔**

یہ تقسیم شدہ اسکرین حقیقت - بیرون ملک سفارت کاری اور گھر پر انکار - اگلا کیا ہوتا ہے اس بارے میں گہرے سوالات اٹھاتی ہے۔ کیا جنگ بندی زندہ رہ سکتی ہے جب اس کے نصف دستخط کنندگان اسے نام دینے سے انکار کرتے ہیں؟ کیا یرغمالیوں کا تبادلہ اس وجہ سے بغیر سامنا کیے ہو سکتا ہے کہ وہ کیوں لیے گئے؟ اور سب سے اہم، **کیا امن کے حالات کبھی پیدا ہو سکتے ہیں جب غالب سیاسی منصوبہ اب بھی سرحد کے دوسری طرف لوگوں کو ختم کرنے کی طرف ہدایت یافتہ ہے؟**

صرف وقت ہی بتائے گا کہ کیا اسرائیل کی قیادت نے واقعی اپنا رخ بدل دیا ہے - یا یہ جنگ بندی، جیسے اس سے پہلے کی بہت سی، صرف **اگلی تباہی کے راؤنڈ سے پہلے ایک وقفہ** ہے۔

غزہ کے لوگوں کے لیے

میں امید کرتا ہوں۔ میں خواہش کرتا ہوں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ جنگ بندی قائم رہے۔

لیکن میں اس پر اپنی زندگی داؤ پر نہیں لگاؤں گا - اور آپ کو بھی نہیں چاہیے۔

اپنے خاندانوں سے دوبارہ مل جائیں۔ اگر آپ کر سکتے ہیں تو جشن منائیں۔ آپ نے اس سے زیادہ کا حق دار ہیں۔ لیکن ہوشیار رہیں۔ اپنے کھانے اور پانی کے ذخائر کو بھریں۔ یقینی بنائیں کہ آپ کے بچے جانتے ہیں کہ اگر چیزیں دوبارہ شروع ہو جائیں تو کہاں جانا ہے۔ یقینی بنائیں کہ آپ جانتے ہیں۔

کیونکہ اگر تاریخ نے ہمیں کچھ سکھایا ہے، تو وہ یہ ہے کہ یہ خاموشیاں اکثر طوفان کا مرکز ہوتی ہیں - اس کا اختتام نہیں۔

اگر سرحدیں کھل جاتی ہیں اور آپ جانا چاہتے ہیں، تو تیار رہیں۔ اگر آپ رہنے کا انتخاب کرتے ہیں، تو تیار رہیں۔ جنگ بندی کل، اگلے ہفتے، اگلے مہینے ٹوٹ سکتی ہے۔ آپ کو دوبارہ بے گھر ہونا پڑ سکتا ہے۔ آپ کو دوبارہ بھاگنا پڑ سکتا ہے۔

اور میں یہ اس لیے نہیں کہتا کہ میں چاہتا ہوں کہ یہ سچ ہو - بلکہ اس لیے کہ یہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہ پہلے ہو چکا ہے۔

میں نفرت کرتا ہوں کہ اسرائیل جیت جائے۔ میں نفرت کرتا ہوں کہ وہ آپ کے گھروں اور یادوں کے آخری ٹکڑوں کو زمین سے ہموار کر دیں، آپ کی زندگیوں کو مٹا دیں اور اسے "دوبارہ ترقی" کہیں۔ لیکن آپ کی زندگی کسی بھی زمین سے زیادہ قیمتی ہے۔ آپ زیادہ قیمتی ہیں۔

جو کچھ آپ کو زندہ رہنے کے لیے کرنا پڑے، وہ کریں۔ بقا کا آپ کے لیے جو بھی مطلب ہو، وہ کریں۔

کیونکہ غزہ صرف جغرافیہ نہیں ہے۔ یہ صرف ریت اور سمندر نہیں ہے۔ غزہ آپ ہیں۔ اور جب تک آپ زندہ ہیں، غزہ زندہ ہے۔

زندہ رہیں۔

بین الاقوامی برادری کے لیے

اب منہ نہ موڑیں۔ امن کا اعلان نہ کریں اور آگے بڑھ جائیں۔ مشرق وسطیٰ کو - ایک بار پھر - اسرائیل اور ریاستہائے متحدہ کے حوالے نہ چھوڑیں کہ وہ جو چاہیں کریں۔

غزہ میں جنگ بندی، جتنی نازک اور محدود ہے، اپنے آپ سے نہیں ہوئی۔ یہ دباؤ کے ذریعے وجود میں آئی - احتجاج، غم و غصہ، اور ناقابل نظر انداز شواہد کے ذریعے۔ اس دباؤ کو کمزور نہیں ہونا چاہیے۔ جب تک انصاف نہیں ملتا۔

غزہ پر اپنی نظریں رکھیں۔
فلسطین پر اپنے کان رکھیں۔

قبضہ ختم نہیں ہوا۔ اسرائیلی فوجی اب بھی شمالی غزہ، اس کی سرحدوں، اس کے فضائی علاقے، اس کی امداد، اس کے آبادی کے رجسٹر کو کنٹرول کرتے ہیں۔ مغربی کنارہ اب بھی محاصرے میں ہے۔ بستیاں پھیلتی جا رہی ہیں۔ چیک پوائنٹس اب بھی روزمرہ کی زندگی کو دبا رہی ہیں۔ انتظامی حراست بغیر مقدمے، بغیر مناسب عمل کے جاری ہے۔ اور اپارتھائیڈ کی مشینری برقرار ہے۔

اس جنگ بندی کو خاموش رہنے کا بہانہ نہ بننے دیں۔ حکومتیں سفارت کاری کا جشن نہ منائیں جبکہ وہ قبضے کی ایک طرف کو مسلح کرتی رہیں۔

ہر محاذ پر دباؤ برقرار رکھیں۔

- **جب تک اسرائیل غزہ اور مغربی کنارے پر اپنا قبضہ ختم نہیں کرتا**، جیسا کہ عالمی عدالت انصاف نے حکم دیا، اور اقوام متحدہ کی قراردادوں نے بار بار تصدیق کی۔
- **جب تک تمام فلسطینی یرغمالی** – وہ جو بغیر مقدمے، بغیر الزامات، بغیر حقوق کے رکھے گئے ہیں – رہا نہیں ہوتے۔
- **جب تک دو ریاستی حل صرف ایک نعرہ نہیں ہے**، بلکہ سرحدوں، حقوق، اور خود مختاری پر مبنی ایک حقیقی، قابل نفاذ حقیقت ہے۔
- **جب تک اسرائیلی رہنما – اور خود اسرائیل – قانون کے سامنے پیش نہیں کیے جاتے، بین الاقوامی فوجداری عدالت اور عالمی عدالت انصاف** میں جوابدہ ہوتے ہیں، جیسے کہ کوئی دوسرا ملک جس نے سنگین جرائم کیے ہوں۔

انصاف کے بغیر امن نہیں ہو سکتا۔ جوابدہی کے بغیر انصاف نہیں ہو سکتا۔ اور اگر دنیا اب دیکھنا بند کر دے تو دونوں میں سے کوئی بھی نہیں ہوگا۔

غزہ کے لوگ خبروں کا چکر نہیں ہیں۔ وہ کوئی ایسی چیز نہیں ہیں جنہیں اٹھایا اور پھینک دیا جائے۔ وہ بین الاقوامی خاموشی، استثنیٰ، اور انتخابی غصے کے نتائج کے ساتھ جی رہے ہیں۔

اس خاموشی کو یہاں ختم ہونے دیں۔

نتیجہ – وقفہ یا اختتام؟

یہ جنگ بندی ایک اختتام کی طرح محسوس ہو سکتی ہے۔ بم رُک گئے ہیں – فی الحال۔ سرخیاں بدل رہی ہیں۔ امداد آہستہ آہستہ آنا شروع ہو رہی ہے۔ کچھ خاندان دوبارہ مل گئے ہیں۔ کچھ بچوں نے رات بھر سو لیا ہے۔

لیکن غزہ کے لیے، فلسطین کے لیے، یہ اختتام نہیں ہے – یہ ایک وقفہ ہے۔ ایک نازک، عارضی لمحہ جو بقا اور نئی تشدد کی امکان کے درمیان معلق ہے۔

بہت کچھ حل طلب ہے۔ بہت سے جھوٹ اب بھی ہوا میں معلق ہیں: کہ قبضہ موجود نہیں ہے، کہ غزہ کبھی "آزاد" کیا گیا، کہ ہزاروں شہریوں کی موت کسی طرح خود دفاع ہے۔ دنیا نے خوفناک حقیقت کو حقیقی وقت میں دیکھا – ہسپتالوں کو تباہ ہوتے

دیکھا، صحافیوں کو قتل ہوتے دیکھا، پورے محلے ختم ہوتے دیکھا - اور پھر بھی اسے اس کے اصل نام سے پکارنے کے لیے جدوجہد کی۔

لیکن نام اہم ہیں۔ تاریخ اہم ہے۔ اور سچائی یہ ہے کہ: گزشتہ دو سالوں میں غزہ میں جو کچھ ہوا وہ برابر کے درمیان جنگ نہیں تھی۔ یہ ایک "متنازعہ" نہیں تھا۔ یہ ایک **منظم، مسلسل مہم** تھی جو ایک پھنسی ہوئی شہری آبادی کے خلاف تھی، اور اسے **نسل کشی** کہا گیا - نہ صرف کارکنوں نے، بلکہ **ڈاکٹروں، اسکالرز، اقوام متحدہ کے تفتیش کاروں**، اور **عالمی عدالت انصاف** نے۔

یہ جنگ بندی، اگرچہ ضروری ہے، حل نہیں ہے۔ یہ جو کچھ کیا گیا اسے واپس نہیں کرتی۔ یہ مرنے والوں کو واپس نہیں لاتی۔ یہ ناکہ بندی ختم نہیں کرتی۔ یہ گھروں، تحفظ، یا خودمختاری کو بحال نہیں کرتی۔ یہ فلسطین کو آزاد نہیں کرتی۔

آگے بڑھنے کا واحد راستہ **انصاف** ہے - اصلی، بین الاقوامی، قابل نفاذ انصاف۔ اس کا مطلب مقدمات ہیں۔ اس کا مطلب معاوضہ ہے۔ اس کا مطلب قبضے کا خاتمہ ہے، نہ صرف الفاظ میں بلکہ عمل میں۔ اس کا مطلب سیاسی ارادہ اور سیاسی خطرہ ہے اس دنیا سے جو بہت طویل عرصے تک اسرائیلی استثنیٰ کو ممکن بناتی رہی ہے۔

اگر یہ لمحہ ایک موڑ بن جاتا ہے، تو یہ اس لیے نہیں کہ رہنماؤں نے اچانک اخلاقیات کا انتخاب کیا۔ یہ اس لیے ہوگا کہ **لوگ** - **لاکھوں لوگ** - دنیا بھر میں دیکھنا بند کرنے سے انکار کر دیں۔ چیخنا بند کرنے سے انکار کر دیں۔ خاموشی کو امن کے طور پر قبول کرنے سے انکار کر دیں۔

اکتوبر 2025 کی جنگ بندی شاید ایک دن کسی چیز کے آغاز کے طور پر یاد کی جائے۔ یا شاید یہ ایک اور قتل عام سے پہلے ایک اور خاموشی کے طور پر یاد کی جائے۔

انتخاب - اس بار - صرف اسرائیل کا نہیں ہے۔ یہ ہم سب کا ہے۔